تاریخ وسیر

حافظ منظور احمد ایم اے
لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سراپا رحمت و بخشش تھے۔ آپؐ قصورواروں سے درگزر فرماتے اور مخالفین کو محبت سے جیت لیتے تھے۔ مدینہ سے جب آپؐ فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے تو آپؐ کے سامنے مکہ کے وہ لوگ تھے جنھوں نے آپؐ کا مذاق اڑایا تھا، آپؐ کے دعوائے نبوت کا انکار کیا تھا، آپؐ کے راستے میں کانٹے بچھائے تھے اور سرِ مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی رکھی تھی۔ آپؐ کو دیوانہ اور شاعر کہا تھا، آپؐ کے قتل کی اسکیمیں بنائی تھیں اور آپؐ کو ہجرت پر مجبور کیا تھا۔ آج بلاشبہ اُن کی سزا یہ تھی کہ مقتل گاہ میں ان کی گردنیں اڑا دی جاتیں یا کم از کم انھیں جلاوطن کر دیا جاتا لیکن وقت کے سب سے بڑے فاتح نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

اعلان کر دیا گیا کہ "ابوسفیان کو معافی دی جاتی ہے" — اور یہ ابوسفیان کون تھا؟ نبیؐ کا سب سے بڑا دشمن، نبوت کا سب سے بڑا مخالف، مہاجرین کی ہجرت اور مصائب کا سب سے بڑا ذمہ دار، کفارِ عرب کو جنگوں اور لڑائیوں پر اکسانے والا، اسے صرف معاف ہی نہیں کیا گیا، اس کی عزت افزائی بھی کی گئی۔ فرمایا گیا کہ "آج ہر اُس شخص کو امان ہے جو گھر میں بیٹھا رہے یا خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے یا ابوسفیان کے ہاں پناہ لے۔" آج ابوسفیان سے بڑھ کر مکہ میں معزز کون تھا؟ یہ عکرمہ ہے۔ ابوجہل کا بیٹا، جس نے بارہا مسلمانوں سے خونریز لڑائیاں لڑیں، مسلمانوں کے حلیف بنو خزاعہ کی تباہی کا واحد ذمہ دار بھی تھا لیکن آپؐ کے دامنِ رحمت نے اسے پناہ دی اور معاف کر دیا۔ اس عفو کا نتیجہ کیا ہوا؟ عکرمہ حضرت عکرمہؓ بن گئے، رسول اللہؐ کے صحابی، اخبار و آثارِ رسولؐ کے ثقہ راوی۔

یہ ہندہ ہے ابوسفیان کی بیوی۔ جس نے حضورؐ کے محبوب چچا حضرت حمزہؓ کو انعام دے کر قتل کرایا، سینہ شق کر کے کلیجہ نکالا اور دانتوں سے کچا چبا گئی۔ پھر حضرت حمزہؓ کے ناک، کان کاٹے، دھاگے میں پروئے اور جوشِ انتقام میں ان اعضاء کو گلے کا ہار بنایا لیکن رحمتِ عالم نے اسے بھی معاف فرما دیا۔

یہ وحشی ہے ابوسفیان اور ہندہ کا غلام۔ سید الشہداء حضرت حمزہؓ کا سفاک قاتل۔ لیکن نبی کے دامنِ رحمت میں اسے بھی پناہ مل گئی۔ اسی کو نہیں بلکہ اور بھی بڑے بڑے مجرموں اور خطا کاروں کو امان مل گئی۔ جو رحمۃ للعالمین ہو اس سے عفو اور رحمت کے سوا بھی کیا سکتا ہے؟

یہ مہاجر ہیں، وُہ مہاجر جو کفار کی ایذا رسانی سے تنگ آ کر وطن سے بے وطن ہوئے تھے۔ مکہ سے رخصت ہو کر مدینہ میں پناہ گزین ہوتے تھے۔ آج یہ شاد کام و مسرور واپس آتے ہیں۔ پہلے یہ مغلوب تھے آج غالب ہیں۔ پہلے محکوم تھے آج حاکم ہیں۔ ان کے جانے کے بعد کفار نے ان کا مال و اسباب لوٹ لیا تھا، ان کے گھروں پر قبضہ کر لیا تھا۔ آج انہوں نے چاہا کہ اپنے سابقہ مکانوں اور جائیدادوں پر قابض ہو جائیں لیکن نبی رحمتؐ نے مسلمانوں کی یہ درخواست رد کر دی اور کفار کو جہاں تھے وہیں متمکن رہنے دیا۔ جن مسلمانوں نے خدا اور رسولؐ کی خوشنودی کی خاطر گھر بار چھوڑ دیے۔ تھے وُہ اب انہیں حاصل کرنے کی کوشش کیوں کریں؟

کیا دنیا کی تاریخ میں اس رحمت، اس رواداری اور اس وسعتِ قلبی کی کوئی مثال ملتی ہے؟ یہ اوطاس ۸ھ کے قیدی ہیں، ان میں وُہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے طائف میں حضورؐ پر سنگ باری کی تھی۔ ہوازن کے سرداروں نے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عفو و کرم کی درخواست کی۔ آپؐ نے بلا تامل اپنے اور عبدالمطلب کے قیدیوں کو بغیر کسی معاوضے کے رہا کر دیا۔ آپؐ کی دیکھا دیکھی انصار اور مہاجرین نے بھی اپنے اپنے قیدی بغیر کسی معاوضے کے رہا کر دیے۔ اب صرف وُہ قیدی رہ گئے جو بنو سلیم اور بنو فزارہ کے تھے۔ انہوں نے اپنے قیدیوں کو آزاد نہیں کیا۔ ہر قیدی کی قیمت چھ اونٹ قرار پائی۔ یہ ساری قیمت حضورؐ نے خود ادا کر کے ان تمام مقیدوں کو رہا کر دیا۔ صرف رہا ہی نہیں کیا بلکہ اپنے پاس سے انہیں لباس بھی مرحمت فرمایا۔ جنگِ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھ میں قیدیوں کی ایک معقول تعداد آئی۔ یہ وُہ لوگ تھے جو اسلام اور مسلمانوں کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کے مشورہ سے فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ حالانکہ حضرت عمرؓ کی

رائے یہ تھی کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے۔ یہ لوگ جب تک قید رہے اُن کے ساتھ نہایت فیاضی کا سلوک کیا گیا اور اُن کے ساتھ وُہ سلوک روا رکھا گیا جس کے مستحق مہمان ہوا کرتے ہیں۔ ان قیدیوں نے خود اعتراف کیا کہ اہلِ مدینہ اپنے بچوں سے زیادہ ان کی آسائش کا خیال رکھتے تھے۔ داعیٔ اسلام کا جنگی قیدیوں کے ساتھ یہ بہترین سلوک اس وقت تھا جب اس وقت کی مہذب قومیں جنگی قیدیوں کو غلام بنا لیتی تھیں اور اُن کے ساتھ ننگِ انسانیت سلوک کرتی تھیں، ان سے ایسے ایسے کام لیتی تھیں جن کے تصور سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

ثمامہ بن اثال داعیٔ اسلام کا بدترین دشمن تھا۔ یہ گرفتار ہو کر حضورؐ کے سامنے لایا گیا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا "کیا حال ہے"؟ ثمامہ نے جواب دیا "اگر آپ میرے بارے میں قتل کا حکم دیں گے تو ایک خونی اس کا سزاوار ہے، بخش دیں گے تو شکرگزار ہوں گا اور اگر جرمانہ لینا چاہیں تو حاضر ہے"! آپ نے اسے بغیر کچھ سزا دیے اور جرمانہ کیے رہا کر دیا۔ رہا ہوتے ہی وُہ قریب کے ایک باغ میں گیا، غسل کیا اور پھر واپس آیا اور مسلمان ہو گیا۔ پھر کہا، "اے رسولِ خدا! دُنیا میں آپ سے زیادہ میں کسی سے نفرت نہیں کرتا تھا لیکن اب آپ سے بڑھ کر میری نظروں میں کوئی محبوب نہیں ہے"! اپنے دیس میں جا کر ثمامہ نے اپنے نومسلمانہ جوش کو کام میں لاتے ہوئے مکہ میں اناج بھیجنا بند کر دیا مکہ والے اس تکلیف کو برداشت نہ کر سکے، انہوں نے آپؐ سے اناج کے لیے استدعا کی اور آپؐ نے مکہ والوں کی مسلسل دشمنی اور عداوت کو نظرانداز فرماتے ہوئے ثمامہ کو لکھا کہ مکہ والوں کو اناج کی ترسیل بدستور جاری رہنی چاہیے۔ یہ لطف و کرم حضورِ اکرمؐ کے دامنِ رحمت کے سوا اور کہاں سے مل سکتا تھا۔؟

حضرت زینبؓ کی بیٹی دم توڑ رہی تھی۔ آپؐ نے گود میں اُٹھا لیا اور آنکھیں پُرنم ہو گئیں۔ یہ حال دیکھ کر حضرت سعدؓ نے پوچھا "یا حضرت یہ کیا؟" ارشاد ہوا "یہ وُہ رحم ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں بھر دیا ہے اور خدا انہی بندوں پر رحم کرے گا جو اس کے بندوں پر رحم کرتے ہیں"۔

ایک بار مکہ میں سخت قحط پڑا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ لوگوں نے مردار تک کھانا شروع کر دیا۔ ابوسفیان جو آپؐ کا بدترین دشمن تھا، خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا اور

کہا کہ "آپ تو صلہ رحمی کی تلقین فرمایا کرتے ہیں اپنی قوم کے لیے خدا تعالیٰ سے دُعا کیجئے!"۔ آپؐ نے فوراً دُعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے اور موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ آنحضرتؐ مسلمانوں کے ساتھ حدیبیہ میں نمازِ فجر پڑھ رہے تھے۔ قریبی پہاڑی سے چپکے چپکے ستّر اسّی آدمی اترے کہ نماز کی حالت میں مسلمانوں کو قتل کر دیں لیکن یہ سب گرفتار ہو گئے مگر آپؐ نے انھیں رہا کر دیا۔ نہ کسی سے جرمانہ لیا نہ سزا دی۔

زید بن سعنہ نامی یہودی کے آپؐ مقروض تھے وُہ تقاضا کے لیے آیا۔ حالانکہ وعدہ کی تکمیل میں ابھی تین دن باقی تھے۔ اُس نے آپؐ کے شانہ مبارک سے چادر اتاری۔ کپڑے پکڑ لیے اور بد کلامی کرنے لگا۔ حضرت عمرؓ موجود تھے انہوں نے سختی سے ڈانٹا۔ حضورؐ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا، "عمرؓ! تمہیں چاہیے تھا کہ مجھے قرض اچھی طرح ادا کرنے کو کہتے اور اسے معقول طریقہ سے تقاضا کرنے کو کہتے۔ تم میری طرف سے اس کا قرضہ ادا کر دو اور بیس صاع زیادہ دینا کیونکہ تم نے اسے ڈانٹا ہے!"

عبداللہ بن ابی رأس المنافقین تھا۔ یہ در پردہ اسلام اور داعیٔ اسلامؐ کے خلاف کفار اور مشرکین سے سازشیں کیا کرتا تھا۔ اس کے بیٹے حضرت عبداللہؓ نہایت مخلص مسلمان اور جان نثار صحابیٔ رسولؐ تھے۔ انہیں معلوم ہُوا کہ حضورؐ عبداللہ بن ابی سے ناراض ہیں۔ پھر یہ افواہ اڑی کہ اس کے قتل کا حکم صادر ہونے والا ہے۔ حضرت عبداللہؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "سب کو معلوم ہے کہ میں اپنے باپ سے، باوجود اس کی منافقانہ سرگرمیوں کے، کس قدر محبت کرتا ہوں لیکن اگر حضورؐ کی مرضی ہو تو میں خود اس کا سر قلم کر دوں"؟ آپؐ نے فرمایا، "قتل نہیں بلکہ میں اس پر مہربانی کروں گا!"

پھر جب عبداللہ بن ابی کا انتقال ہوا تو اس کے کفن کے لیے آپؐ نے اپنا پیراہن مبارک مرحمت فرمایا اور خود جنازہ کی نماز پڑھائی حالانکہ حضرت عمرؓ عرض کرتے رہے کہ منافق کی نماز جنازہ نہ پڑھائیں۔ بعد میں وحی الٰہی سے حضرت عمرؓ کی رائے کی تائید ہوئی۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اونٹنیوں پر چراگاہ ذی قرد میں ایک دشمن قبیلہ کے چند آدمیوں نے چھاپہ مارا اور ۲۰ اونٹنیاں پکڑ کر لے گئے۔ حضرت ابوذرؓ کے صاحبزادے کو جو نگرانی پر مامور تھے ہلاک کر دیا اور اس کی بیوی کو گرفتار کر کے لے گئے حضرت سلمہؓ بن الاکوع نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا اور تمام اونٹنیاں چھڑا لائے۔ آپؐ کی خدمت میں

حاضر ہوتے اور عرض کیا " اگر کچھ لوگ مل جائیں تو سب کو گرفتار کر کے ابھی لاتا ہوں! آپؐ نے فرمایا " جب قابو پاؤ تو عفو سے کام لو۔"

خیبر کی فتح کے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہودیوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا، انہیں ہر قسم کی آزادی دی گئی، اُن کے پچھلے قصور معاف کر دیئے گئے لیکن یہودیوں نے اس کا صلہ یہ دیا کہ مشہور پہلوان مرحب کی بھاوج کی طرف سے دعوت دلوائی، اُس نے کھانے میں زہر ملا دیا۔ آپؐ نے ایک لقمہ کھا کر ہاتھ روک لیا۔ زینب کو بلا کر پوچھا، اس نے اقرارِ خطا کیا اور اعتراف کیا کہ زہر ملایا تھا مگر آپؐ نے اسے کوئی سزا نہیں دی کیونکہ آپؐ اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیتے تھے۔ بعد میں اس زہر کے اثر سے تین دن کے بعد حضرت بشرؓ بن برار کا انتقال ہو گیا۔ تب وہ قتل کی گئی۔ محاصرہ طائف کے وقت صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ ان کفار و مشرکین کو بد دعا دیں۔ آپؐ نے یہ "بد دعا دی " اے خدا! انہیں راہ ہدایت دکھا اور توفیق دے کہ میرے پاس آجائیں"

جنگِ بدر کے اسیروں میں ابو العاصؓ بھی تھے یہ حضورِ اکرمؐ کے داماد تھے، یعنی حضرت زینبؓ کے شوہر۔ زرِ فدیہ پاس نہیں تھا۔ مکہ میں اپنی اہلیہ سے کہلا بھیجا کہ زرِ فدیہ بھیج دیں۔ حضرت زینبؓ کو نکاح کے وقت حضرت خدیجہؓ نے ایک قیمتی ہار عطا فرمایا تھا۔ حضرت زینبؓ نے زرِ فدیہ کے ساتھ وہ ہار بھی اپنے گلے سے اتار کر بھیج دیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہار دیکھا تو آنکھیں پُر نم ہو گئیں۔ صحابہؓ سے فرمایا " اگر تمہاری مرضی ہو تو بیٹی کو ماں کی یادگار واپس کر دوں" ؟ سب نے بے چون و چرا تسلیم کر لیا اور ہار واپس کر دیا گیا —— یہ تھے رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!

---

* خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں تاکہ تعمیلِ ارشاد میں میں تاخیر نہ ہو۔
* " محدث " آپ کا اپنا رسالہ ہے، خود پڑھیں، دوسروں کو پڑھائیں، اس کی توسیع اشاعت میں حسبِ دلخواہ دلچسپی لیں اور ہمیں اس سلسلہ میں اپنے مفید مشوروں سے مطلع فرمائیں۔

شکریہ!

(ادارہ)